Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

عسکری صحافت: ایک جائزہ

* ثناء ہارون

** ارشد علی

ABSTRACT:

In this article the relation between army and journalism is described. The Evolution of journalism in army started in the reign of Martyr Tipu Sultan. Two army newspapers" Fuji Akhbar and Jawan" were published during British Government. Journalism got a great progress during British Government . Now a days , there are many articles rendering the literary services as " Halal, Navey News, Tadrees, Nishan –e-Manzil and Al-Jhad etc. Army authors also paid homage and tribute to " Halal."

صحافت کا کردار ہر دور میں اہم رہا ہے۔ زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو سب میں اس کی عمل داری اہم حیثیت رکھتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کسی بھی فن زندگی کو بنانے اور بگاڑنے میں صحافت کا بہت بڑا ہاتھ ہے تو یہ بے جا نہ ہو گا۔ جہاں صحافت کا کردار اہم ہے وہاں اس کا دائرہ کار بھی بہت وسیع ہے۔ فوج جو کسی بھی ملک کی سلامتی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، اس کا اور صحافت کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اس تعلق کی وضاحت سے پہلے ضروری ہے کہ صحافت کی تعریف و توضیح پر ایک نظر ڈالی جائے۔ اس ضمن میں نور السّلام ندوی اپنی کتاب "رہنمائے صحافت" میں لفظ صحافت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:۔

"صحافت ایک نہایت وسیع اور جامع لفظ ہے۔ یہ عربی لفظ "صحیفہ" سے ماخوذ ہے۔ جس کے معانی مطبوعہ صفحہ کے ہیں۔ المنجد ڈکشنری میں اس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔ "القرطاس المکتوب" جس کا ترجمہ ہے تحریر شدہ کاغذ یا مبطوعہ صفحہ۔ اصطلاحاً اخبارات و رسائل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔"1

اولاً یہ لفظ اردو زبان میں مستعمل ہوا۔ انگریزی میں اسے جرنلزم (Journalism) کہا جاتا ہے۔ لفظ جرنلزم پر بحث کرتے ہوئے عبدالسّلام خورشید اپنی کتاب "فنِ صحافت" میں یوں رقمطراز ہیں:۔

"صحافت کا مترادف انگریزی لفظ جرنلزم (Journalism) ہے۔ جو "جرنل" سے بنایا گیا ہے۔ جرنل کے لغوی معانی ہیں" روزانہ حساب کتاب کا بہی کھاتا" روزنامچہ جب صحافت کا آغاز ہوا تو اسی اصطلاح کو مؤنث الشیوع اخباری رسالے کے لیے استعمال میں لایا جانے لگا۔"2

صحافت انگریزی میں بھی اردو کی طرح بطورِ اصطلاح مستعمل ہے۔ اب جہاں بھی جرنلزم کا لفظ آئے ہماری توجہ فوراً اخبارات و رسائل کی جانب مبذول ہو جاتی ہے۔ اگرچہ صحافت کا لفظ سنتے ہی ہمارا دھیان اخبارات و رسائل و جرائد کی طرف مبذول ہو جاتا ہے۔ مگر اردو زبان میں اس کی ایک اور امتیازی خصوصیت بھی ہے۔ جو جناب احتشام قریشی صاحب نے اپنی کتاب "کہانی اخبار کی" میں بیان کی ہے۔

"اردو اخبارات کی ایک اور خصوصیت بھی رہی ہے کہ اس میں ایک گوشہ ادب کے لیے بھی ہوتا ہے۔ غزل، نظم، افسانہ، کہانی اور دیگر مضامین بھی اخبار کی شان بڑھاتے ہیں۔ اور یہ اردو ادب کی خدمت بھی ہے۔"3

یہ اردو زبان کی ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ اخبارات و رسائل میں دنیا کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل کا مطالعہ کرنے سے جب قاری اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے تو غالب، داغ یا حالی کی کوئی غزل پڑھ کر اُس کی طبیعت باغ باغ ہو جاتی ہے۔ ابنِ انشاء یا شفیق احمد کے مزاحیہ مضامین پڑھ کر اس کی ساری تکان دور ہو جاتی ہے۔ یہ قاری کی تکان کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی جبلتِ ظریفانہ کو جلا بخشتے ہیں جس سے وہ بے چینی اور تشویش کا شکار نہیں ہوتا کیونکہ اکثر اوقات انسان سیاسی و سماجی پریشان کُن خبریں پڑھ کر تشویش کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ طربیہ مضامیں اس کے لیے سامانِ فرحت مہیّا کرتے ہیں۔ اُسے بوریت سے نکال کر ہشاش بشاش اور تازہ دم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں فوجی صحافت کب اور کہاں سے شروع ہوئی؟ اس کے بارے میں متضاد آراء ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں فوجی صحافت کی ابتداء ٹیپو سلطان شہیدؒ کے دور سے ہوئی۔ اُن کے حکم کے تعمیل میں سرکاری پریس لگایا گیا جس پر عربی زبان میں حروف کی چھپائی کی گئی تھی۔ اُن کے حکم سے اس پریس سے اردو زبان میں چھپنے والا پہلا اخبار جاری کیا گیا۔ یوں اِس پریس کی صورت میں دنیا کی مختلف زبانوں کے خمیر سے جنم لینے والی اس آفاقی زبان کی داغ بیل ڈالی گئی۔ یہ اخبار سرکاری نگرانی میں چھپتا تھا اور فوج میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ یہ ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔ اس میں فوج کی سرگرمیوں، آفیسرز کے تبادلے اور ان کی تقرریوں کے متعلق احکامات کی اطلاعات ہوتی تھیں اور فوجی افسران کے متعلق سرکاری احکامات و ہدایات بھی درج ہوتی تھی۔ افواج میں جذبۂ جہاد بیدار کرنے کے لیے مذہبی مضامین و تقاریر بھی اس اخبار کا ایک اہم حصہ تھے۔ چنانچہ بریگیڈیئر (ر) آئی۔ آر۔ صدیقی اپنی کتاب "اربابِ سیف و قلم" میں یوں رقمطراز ہیں:۔

"برصغیر میں فوجی صحافت کی ابتداء حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کے عہد سے ہوتی ہے۔ جنھوں نے اپنی افواج کے لیے سب سے پہلا "فوجی اخبار" باقاعدہ پریس سے چھپوا کر 1794ء میں شائع کیا۔ یہ اخبار حضرت ٹیپوؒ کی شہادت یعنی 4 مئی 1799ء تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔"4

*Lecturer in Mass Communication Department, G. C. University Faisalabad

**Lahore Garrison University,

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

فوجی اخبار نے ایک طرف تو فوجیوں میں جہاد کا جذبہ پیدا کیا تو دوسری طرف یہ افواج میں لسانی انقلاب کا باعث بھی بنا۔ پورے برصغیر پاک و ہند میں اس وقت سرکاری زبان فارسی تھی مگر سلطان شہیدؒ نے یہ اخبار اردو زبان میں جاری کروایا۔ اس کی وجہ سلطان شہیدؒ کی اردو زبان سے خصوصی دلچسپی تھی۔ انھیں اس زبان کی ترویج و اشاعت کا اشتیاق تھا۔ اُن کا یہ شوق اس اخبار کی اشاعت سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ یوں اردو زبان (جو ابھی تک شعراء اور ادباء کے دواوین تک محدود تھی) افواج میں بھی متعارف ہوگئی۔ اس بات کی تائید شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کے مضمون "اخبار ہماری زبان" سے ہوتی ہے۔ یہ مضمون "بصائر کراچی کے ٹیپو سلطان شہیدؒ نمبر میں شائع ہوا۔ اس میں مصنف لکھتے ہیں کہ:۔

" اگرچہ حضرت سلطانؒ کے دربار کی زبان فارسی تھی مگر ان کی دوربین نظروں نے بھانپ لیا تھا کہ وہ وقت جلد آنے والا ہے جب فوج اور عوام سب کی زبان اردو ہوگی اور اس زبان کا ڈنکا چار دانگِ عالم میں بجے گا۔ چنانچہ حضرت سلطانؒ کے حکم سے عربی حروف میں چھپائی کے لیے 1794ء میں ایک پریس قائم ہوا اور اس سے ایک اخبار" فوجی اخبار" کے نام سے جاری ہوا۔"[5]

درجِ بالا اقتباس اردو کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کی بیّن دلیل ہے۔ اردو اپنے ارتقاء کے ساتھ ہی تمام شعبہ ہائے زندگی میں مقبول ہو چکی تھی۔ اسی لیے سلطان شہیدؒ نے یہ اخبار اردو زبان میں جاری کرنے کا حکم دیا تھا۔ سلطان شہیدؒ کی دور رس فہم و فراست نے مستقبل میں اس زبان کی مقبولیت کو بھانپ لیا تھا اور انھیں اس زبان کا اوجِ کمال نظر آنا شروع ہو گیا تھا۔ اسی لیے انھیں اردو زبان سے ایک خاص اُنس ہو گیا تھا۔ انھوں نے اس زبان کی ترویج و ترقی کے لیے ایک سرکاری پریس لگوانے کا حکم جاری کیا جہاں ایک سرکاری ہفت روزہ شائع ہوتا تھا مگر اس اخبار کی کوئی بھی کاپی محفوظ نہ رہ سکی۔ انگریزی فوج نے اس کے تمام نسخے جلا دیے تھے کیونکہ اس کے اندر جذبۂ جہاد سے سرشار مضامین برطانوی سرکار کو ایک آنکھ نہ بھاتے تھے۔ چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر عطش درانی اپنی کتاب" میسور کا شیر "میں یوں رقمطراز ہیں:۔

"اردو زبان سے ٹیپو سلطانؒ کو نہ صرف خود خاصہ تعلق تھا بلکہ اُس نے اردو ادیبوں اور شاعروں کی بے حد حوصلہ افزائی بھی کی۔ بنگلور کے ایک عمر رسیدہ بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطانؒ نے ایک سرکاری مطبع قائم کیا تھا۔ اس سے ایک سرکاری ہفت روزہ شائع ہوتا تھا۔ جس کی تقسیم فوج تک محدود ہوتی تھی۔ یہ مطبع ٹیپو سلطانؒ کی شہادت کے بعد ضبط کر لیا گیا اور جہاں کہیں اس اخبار کے نسخے دستیاب ہوئے انھیں تلف کر دیا گیا۔"[6]

اگرچہ سلطان شہیدؒ کی روشن کی ہوئی اس شمع کی ایک کرن بھی محفوظ نہ رہ سکی مگر ہندوستان کے علمی و ادبی حلقوں پر اس کے دور رس نتائج مرتب ہوئے اور برصغیر پاک و ہند کا کونہ کونہ اس کی کرنوں سے ضوفشاں ہو گیا۔ انھوں نے اردو زبان کے فروغ کے لیے جس کام کی داغ بیل ڈالی تھی اس کی آغوش میں ایک ایسے علمی و ادبی حلقے نے پرورش پائی جس نے پروان چڑھ کر اس زبان کو اوجِ کمال تک پہنچا دیا۔ حتیٰ کہ اُن کی حلیف فاتح قوم (انگریز) بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ انھوں نے ہندوستان کی حکومت سنبھالتے ہی اخبارات، رسائل اور جرائد کا ایک وسیع سلسلہ شروع کر دیا۔ ذیل میں برطانوی دور میں حکومت کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

دنیا کے ہر کام میں منفی اور مثبت پہلو موجود ہوتے ہیں اور ہر چیز میں نفع و نقصان کا امکان پایا جاتا ہے۔ انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کرتے ہی یہاں کے باشندوں خصوصاً مسلمانوں پر ظُلم و تشدد کرنا شروع کر دیا۔ اُن کی جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ سرکاری ملازمتوں مے محروم کر دیا گیا اور یوں مسلمانانِ برصغیر کا معاشی و سیاسی استحصال ہونا شروع ہوا۔ ہنود بھی چڑھتے سورج کے پجاریوں کی طرح غالب قوم کے ساتھ مل گئے اور اِن دونوں نے مل کر مسلمانوں پر جبر و تشدد اور مظالم کے پہاڑ گرا دیے۔ مگر ظلم و بربریت کی یہ مغربی آندھی اپنے ساتھ ایک لسانی انقلاب بھی لے کر آئی جس سے صحافت کو بے پناہ ترقی نصیب ہوئی۔ چنانچہ نادر علی خان اپنی کتاب "اردو صحافت کی مختصر تاریخ" میں لکھتے ہیں:۔

"مطبوعہ اخبارات کے اجرا و اشاعت سے قبل ہندوستان کے تمام اقطاع میں سلاطین و امرا کے قلمی اخبارات موجود تھے لیکن ایسٹ انڈیا کمپنی کے وجود سے جہاں ہمہ جہت نقصانات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا وہیں فنِ طباعت و صحافت میں مفید اضافے بھی ہوئے۔ چنانچہ موجودہ اخبار نویسی کا سنگِ بنیاد بھی اسی کا رہینِ منت ہے۔"[7]

انہی غیر ملکیوں نے برصغیر کے طول و عرض میں پریس لگائے اور زبان و ادب کے فروغ کے ادارے قائم کیے۔ جن کے کچھ سیاسی مقاصد بھی تھے مگر انھوں نے صحافت کی میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر عبدالسّلام خورشید اپنی کتاب "صحافتِ پاکستان و ہند" میں یوں لکھتے ہیں کہ:۔ "طباعت کا آغاز چین سے ہوا لیکن اس کی ترقی کا سہرا یورپ کے سر ہے۔ اسی طرح مطبوعہ صحافت کی ابتداء چین سے ہوئی لیکن جدید صحافت اپنی ترقی کے لیے یورپ کی شرمندۂ احسان ہے اور آج ہندوستان، پاکستان اور ایشیاء کے دوسرے ملکوں میں جو اخبار موجود ہیں اُن کی ابتداء اُن یورپی باشندوں نے کی جو سامراجی اور تجارتی مقاصد کے لیے ان ممالک میں آئے تھے۔"[8]

مندرجہ بالا گفتگو کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اگرچہ پورے ہندوستان میں مختلف ادارے قائم تھے جن سے چھپنے والے اخبارات، رسائل و جرائد اس عظیم ذمہ داری کو نبھا رہے تھے مگر انگریزوں کی آمد نے اِس کو چار چاند لگا دیے اور یوں صحافت کو وہ ترقی اور فروغ نصیب ہوا جو زمانۂ قدیم میں نہ مل سکا۔ اسی طرح فوج میں بھی صحافت کو عروج برطانوی دور میں ہی حاصل ہوا۔ صاحبِ "اربابِ سیف و قلم" نے یہ تحریر رقم کی ہے:۔ "برطانوی افواج نے یوں تو جنرل ہیڈ کوارٹر انڈیا میں شروع سے تعلقاتِ عامہ اور تراجم کا

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

شعبہ قائم کر رکھا تھا۔ مگر جہاں تک صحافت کا تعلق ہے اس کا عروج فوجی ضروریات کے تحت دوسری جنگِ عظیم کے دوران ہوا۔ اس شعبہ میں بھی برطانوی فوج نے فورٹ ولیم کی طرح ملک کے مایہ ناز ادیبوں اور شاعروں کو اکٹھا کیا۔ فیض اور حسرت اسی محفل میں نظر آتے ہیں۔"9

ٹیپو سلطان شہیدؒ کے عہد میں جو "فوجی اخبار" جاری ہوا تھا۔ برطانوی حکومت میں بھی بدستور اُسی نام سے ہی جاری رہا۔ میجر سید ضمیر جعفری، چراغ حسن حسرت، کرنل مجید ملک، فیض، ن۔م۔راشد، ممتاز علوی، طیب حسین اور مسعود شاہد جیسے عظیم ادباءاس میں کام کرتے تھے۔ سید ضمیر جعفری کے بقول:۔ "یہ ایک ہفتہ وار اردو رسالہ تھا جو دوسری جنگِ عظیم کے دوران دہلی سے شائع ہوتا تھا۔ کیپٹن عبدالواحد مدیر تھے۔ جب کہ سٹاف پر بدر صاحب اور میجر چراغ حسن حسرت تھے۔ حسرت خود بھی مضمون لکھتے اور دوسروں کے مضامین و تراجم پر بھی نظر ثانی فرماتے تھے۔"10

جوں جوں اردو زبان نے ترقی کی منازل طے کیں تو یہ بہتر سے بہترین ہوتی چلی گئی اور اس میں روانی و شستگی اور نکھار آنے لگا۔ ان اخبار و رسائل اور جرائد کی زبان میں بھی بہتری آتی چلی گئی۔ اِن اربابِ سیف و قلم نے زبان کے بدلتے ہوئے لہجے کا خاص خیال رکھا۔ متروکات سے بچتے ہوئے اظہارِ خیال کے لیے بہتر، اچھے اور عمدہ الفاظ کا استعمال کیا۔ اس طرح نہ صرف قارئین حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہتے تھے بلکہ اردو زبان میں نت نئے الفاظ و محاورات اور لہجے کی جدّت سے بھی محظوظ ہوتے رہتے تھے۔ بقول مصنف "اربابِ سیف و قلم" سید ضمیر جعفری، میجر مولانا چراغ حسن حسرت کے بارے میں کہتے ہیں کہ "حسرت نے فوجی اخبار کی زبان کو عمدہ سے عمدہ تر بنایا"11

انگریزوں نے جنوب مشرق کے علاقوں پر کنٹرول مضبوط کرنے کے لیے کلکتہ کو مرکز بنایا۔ ایک طرف فورٹ ولیم کالج مختلف کتابوں کے تراجم کے ذریعے اردو زبان و ادب کو بلاغت کی بلندیوں پر پہنچا رہا تھا تو دوسری طرف افواج اور عوام میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے کلکتہ ہی سے ایک اخبار "جوان" کے نام سے جاری ہوا۔ ڈاکٹر محمد افضل الدین اپنی کتاب "جنوبی ہند کی اردو صحافت" میں یوں لکھتے ہیں کہ:۔

"اسی عرصہ میں برطانوی افواج نے جنوب مشرقی ایشیائی کمان کے لیے کلکتہ سے ایک اور اخبار "جوان" کے نام سے جاری کیا۔ میجر مولانا چراغ حسن حسرت، کیپٹن مسعود شاہد اور کیپٹن کرنل مسعود احمد مختلف اوقات میں اس کے مدیر رہے۔ پھر سنگاپور سے "جوان" کا اجراء کیا گیا۔ اس کے نگرانِ اعلیٰ بھی میجر مولانا حسرت تھے۔"12

"فوجی اخبار" کی طرح "جوان" نے بھی عوام الناس کو حالاتِ حاضرہ سے باخبر رکھا اور اُن کے ادبی ذوق کو جلابخشنے کے لیے اس میں مختلف نظموں اور کہانیوں کا اضافہ بھی کیا۔ جس کا مقصد قارئین کی دلچسپی کو برقرار رکھنا تھا۔ اس طریقے سے اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کا کام بھی ہوتا رہا اور اسے مزید پھلنے پھولنے کا موقع مل گیا۔ ملک کے کونے کونے سے ادباء، فصحا اور شعراء ان ادبی مراسلوں میں اپنے کالم یا مضامین شائع کرواتے تھے۔ جس سے یہ نومولود زبان اپنے آغاز کے ساتھ ہی اوجِ کمال کی بلندیوں تک پہنچ گئی۔

پاکستان کے معرضِ وجود میں آتے ہی صحافت کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ پاکستان کو اپنے آغاز میں ہی بے شمار مشکلات اور ان گنت مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ غربت، بے سروسامانی، مہاجرین کی آباد کاری اور افواج کی کمی جیسے بے شمار مسائل تھے۔ قائدِ اعظمؒ کی دور اندیش شخصیت نے ان تمام مسائل کو مقدور بھر نمٹانے کی کوشش کی مگر یہ جاں باز سپاہی جلد ہی ہم سے جُدا ہو گیا۔ قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی پیدا ہونے والے مسائل کا ذکر ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے کتاب "صحافت پاک و ہند" میں اس طرح کیا ہے:۔

"14 اگست 1947ء کو افقِ خاور پر ایک نئی مملکت طلوع ہوئی۔ جہاں یہ دوسرے امور میں بے سروسامان تھی وہاں صحافت کے سلسلے میں بھی تہی دامن تھی۔ مشرقی پاکستان میں نہ کوئی روزنامہ تھا نہ کوئی ہفت روزہ۔"13

صحافت کی اس تہی دامنی کی ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ تمام بڑے بڑے چھاپے خانے ہندوستان میں رہ گئے تھے۔ پاکستان نے جہاں دوسرے وسائل خود پیدا کیے وہاں صحافت کی بے سروسامانی کا بھی خوب اہتمام کیا۔ چنانچہ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد انٹر سروسز پبلک ریلیشنز کی ڈائریکٹوریٹ قائم کی گئی۔ اردو میں اسے " مسلّح افواج کا شعبہ تعلقاتِ عامہ" کہا گیا۔ اس محکمے نے بڑی تندہی اور جانفشانی سے صحافت کو سہارا دیا۔ اور جلد ہی اس کو دنیا کے نامور ممالک کی صف میں لا کھڑا کیا۔ چنانچہ صاحبِ "اربابِ سیف و قلم" لکھتے ہیں کہ:۔

"قیامِ پاکستان کے بعد فوری طور پر انٹر سروسز پبلک ریلیشنز (مسلّح افواج کا شعبہ تعلقاتِ عامہ) کی ڈائریکٹوریٹ قائم کی گئی۔ جس نے فوجی صحافت کے پودے کی بڑی تندہی سے آبیاری کی۔ اس سلسلے میں کموڈور مقبول حسین کی مساعی خاص طور پر یاد رکھی جائیں گی۔"14

چنانچہ پاک افواج نے ملک کے طول و عرض سے سہ روزہ، ہفت روزہ اور ماہانہ کی بنیادوں پر اخبارات نکالنے شروع کر دیے۔ ملک کے نامور فوجی ادباء، شعراء اور مصنفین نے ان اخبارات میں اپنے کالم لکھنے شروع کر دیے اور یوں پاکستان کی فوجی صحافت بھی عسکری طاقت کی طرح ترقی کی شاہراہوں پر رواں دواں ہو گئی۔ صاحبِ "اربابِ سیف و قلم" اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ:۔

"برطانوی عہد کے "فوجی اخبار" اور "جوان" کی جگہ سہ روزہ "مجاہد" کا اجرا ہوا جو بعد میں ہفت روزہ ہو گیا۔ پھر یہ اخبار "ہلال" کے نام سے جاری ہونا شروع ہوا اور یہی نام اب تک قائم ہے۔"15

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

جس طرح پاکستانی پرچم پر چاند ستارے کا نشان اپنے دامن میں آفاقیت لیے ہوئے دُنیا کے نقشے پر ضوفشاں ہوا ہے اور فضاؤں میں لہرا رہا ہے۔ بالکل اسی طرح پاک فوج کا یہ اخبار بھی ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ انشاء اللہ یہ اپنے اسی آفاقی نام کے ساتھ قائم و دائم رہے گا۔

الغرض اپنی گوناگوں خوبیوں کی بنا پر " ہلال" روزنامہ کے طور پر اپنی عسکری خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ یہ افواجِ پاکستان کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ روزنامہ ہے۔ اس روزنامے کی بدولت پاکستان کی فوجی صحافت جدید ترین اقوام کی صحافت کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہے۔ خدا سبز ہلالی پرچم کی طرح "ہلال" کو بھی ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ اٰمین "ہلال" کے علاوہ بے شمار فوجی رسائل و جرائد ہیں جن میں "نیوی نیوز، تدریس، فضائیہ، نشانِ منزل، تعلیم، آرمی جرنل، شہباز، تربیت، عالمگیرین، قیادت، سپر نامہ، کھوجک، بیٹل ایکس، بالا حصار، لاگ میگ، ہما، الجہاد، نگہ بلند، رسد و رسائل، گولڈن ایرو، سیبرے اینڈ لانس، آرڈیننس، عبور دریا اور قاصد شامل ہیں جو کہ معلوماتی، علمی و ادبی تشنگی کی آبیاری کر رہے ہیں۔ یہ سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ بنیادوں پر نکالے جاتے ہیں۔ اکثر رسائل کا ایک حصہ انگریزی اور دوسرا حصہ اردو مضامین اور شاعری پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان رسائل و جرائد میں سے بہت سے میگزین صرف آرمی یونٹوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ پبلشروں کے ساتھ ان کے مقامِ اشاعت بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مگر بہر حال یہ صرف آرمی کے لیے مخصوص ہیں۔ فوج کا بنیادی کام تو سرحدوں کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ اس کام کے لیے وہ اپنی مشقوں میں لگے رہتے ہیں۔ مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ ہر وقت جنگ وجدل کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اور اُن میں جذبات واحساسات کا فقدان ہوتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ وہ بھی گوشت پوست کے بنے ہوئے انسان ہوتے ہیں۔ جذبات، احساسات اور طنز و مزاح سے انسان کی طبیعت کِھل جاتی ہے۔ ذہن سے تُکان کا بارِ گراں دور ہو جاتا ہے اور انسان ہشاش بشاش ہو کر نئے جوش وولولے کے ساتھ کام میں لگ جاتا ہے۔ ذیل میں اُن اربابِ سیف و قلم کی کتابوں سے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جنھوں نے ظرافت کو موضوعِ سُخن بنایا اور اس موضوع پر منظوم و منثور لکھا۔

نسیم حجازی اردو ادب کے مایۂ ناز ناول نگار ہیں۔ مختلف روزناموں کے ایڈیٹر اور چیف ایڈیٹر بھی رہے ہیں۔ ناول نگاری میں پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ بھی بہت سے ممالک میں جانے جاتے ہیں۔ انھوں نے طنز و مزاح پر بھی کئی ناول لکھے ہیں۔ جن میں سے ایک مشہور ناول "سفید جزیرہ" ہے۔ اس میں ایک بادشاہ کا واقعہ لکھا ہے جو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ "کسی بادشاہ کو شکار کا شوق ہوا۔ وہ اپنے مصاحبوں کے ساتھ شکار کے لیے روانہ ہوا۔ راستے میں ان کی ملاقات ایک کسان سے ہوئی جو اپنے گدھے پر بیٹھا ہوا تیزی سے اپنے گھر کی طرف واپس جا رہا تھا۔ بادشاہ کو مصاحبوں کے ساتھ دیکھ کر وہ کسان بولا کہ جہاں پناہ! آپ اس وقت کدھر جا رہے ہیں؟ بادشاہ نے جواب دیا ہمارا شکار کھیلنے کا ارادہ ہے۔ کسان نے جواب دیا حضور والا! مگر آج تو جنگل میں بہت شدید قسم کا طوفان آنے والا ہے آپ واپس چلے جائیں۔ بادشاہ کو اس کی اس احمقانہ بات پر غُصّہ تو بہت آیا مگر وہ اس کو بے وقوف سمجھ کر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں جنگل میں واقعی شدید طوفان آگیا۔ بادشاہ اور اُس کے مصاحبوں کے لیے شکار کھیلنا تو درکنار وہاں سے بھاگنا مُشکل ہو گیا۔ بڑی مشکل سے بھاگتے ہوئے جان بچا کر واپس محل میں پہنچے تو بادشاہ نے اپنے وزراء سے کہا کہ وہ کسان تو کوئی ولی اللہ تھا۔ ہم نے خواہ مخواہ اسے پاگل سمجھ کر اُس کی بات پر یقین نہ کیا اور دِق اُٹھائی۔ تم اُسے ڈھونڈ کر دربار میں لے آؤ ہم اُسے اپنا وزیر بنالیں گے۔ مصاحب کسان کو ڈھونڈ کر بادشاہ کے پاس لائے تو بادشاہ نے کہا ہم نے آپ کی بات نہ مان کر تکلیف اُٹھائی تھی۔ تیرے پاس کون سا علم ہے جس کے ذریعے تمھیں آنے والے حالات کا پتہ چل گیا تھا۔ کسان نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے کمال تو میرے گدھے کا ہے۔ جب موسم خراب ہوتا ہے تو یہ کان ڈھیلے چھوڑ دیتا ہے۔ آج تو اس نے کان بالکُل ہی نیچے کی طرف گرائے ہوئے تھے جس سے میں سمجھ گیا تھا کہ موسم میں شدید خرابی کا امکان ہے۔ بادشاہ بولا کہ اچھا تو پھر آج سے تمہارا یہ گدھا ہمارا وزیرِ اعظم ہو گا۔" 16؎ لیفٹیننٹ کرنل غلام فرید آرمی ایجوکیشنل کور ضلع میانوالی کے رہنے والے تھے۔ گورنمنٹ کالج ضلع میانوالی میں پڑھتے رہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم سے اردو، ایم اے انگریزی، بی ایڈ اور پشاور یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کی ڈگریاں حاصل کیں۔ افواجِ پاکستان کے ہفت روزہ "ہلال" میں باقاعدگی سے لکھتے رہے۔ اُن کی ایک کتاب "مائی ڈیئر پاک فوج" ہے یہ کتاب مزاحیہ مضامین پر مشتمل ہے۔ ایک واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ:۔ ایک دن کمانڈنگ آفیسر صوبیدار میجر کے ہمراہ لنگر خانہ میں پکے ہوئے بینگن دیکھ کر خوش ہوئے اور ان کی تعریف کی تو صوبیدار میجر نے بھی تعریف کر دی۔ چند دنوں کے بعد نئے کمانڈنگ آفیسر نے بینگنوں کی مذمت کی تو صوبیدار میجر نے بھی مذمت کر دی۔ کوارٹر ماسٹر کے استفسار پر صوبیدار میجر نے بتا کہ "ہم نے نوکری کمانڈنگ آفیسر کی کرنی ہے بینگنوں کی نہیں'

اس کے بعد مصنف مصالحانہ انداز میں لکھتے ہیں کہ انسان جو مسجودِ ملائک تھا بعض مصلحتوں کے باعث ایسی چیزوں کو پسند کرنے لگتا ہے جنھیں وہ دل سے ناپسند کرتا ہے۔ 17؎

صوبیدار خان فوجی ضلع بلڈانہ تحصیل جلگاؤں (جامود) میں پیدا ہوئے۔ ناگپور میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ آپ طنز و مزاح کے شاعر ہیں۔ آپ کی کتاب "فوجی قہقہے" اسم با مسمّیٰ طنز و مزاح پر مشتمل ہے۔ چند ایک قطعات ملاحظہ کیجیے:۔

1۔ خوش ہیں لیڈر ہی اس زمانے میں — نام ہوتا ہے کام ہوتا ہے

ہم نے دیکھا ہے آج کا راون — نوٹوں سے رام ہوتا ہے

2۔ کیسے پہنچے عشق کی منزل پہ مجنوں اور فرہاد — فوجی کو اِک دوڑ نے ہی تھیلا تھیلا کر دیا

3۔ کرتے ہو ہاتھ سے کیوں اپنی کالی صورت — پوڈر سے اور صورت کالی نظر آتی ہے

دیکھی نہیں ہے تم نے میرے صنم کی صورت — کچھ آپ کی صورت سے ملتی نظر آتی ہے 18؎

الغرض یہ پوری کتاب اسی طرح طربیہ شاعری سے مزین ہے۔ یہ تمام قطعات اور نظمیں قاری کے ذوقِ ظریفانہ کو جلا بخشتی ہیں۔ قاری ان کے نت نئے مضامین سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مگر یہ طنز و مزاح اپنے دامن میں گہرے اخلاقی و اصلاحی معانی لیے ہوئے ہوتا ہے۔ اس طرح ہلکی پُھلکی ہنسی و مذاق سے کسی اخلاقی یا معاشرتی برائی کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ ندوی، نور السلّام، رہنمائے صحافت، سبزی باغ پٹنہ: نوشاد عالم (پرنٹ میڈیا)، 2012ء، ص: 39

2۔ عبد السّلام، خورشید، ڈاکٹر، صحافت پاکستان وہند میں، لاہور: مجلس ترقی ادب، شفیق پریس، 1963ء، ص: 13

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

3۔ قریشی، احتشام، کہانی اخبار کی، نئی دہلی: ڈائریکٹر پبلی کیشنز ڈویژن، وزارتِ اطلاعات و نشریات حکومتِ ہند پٹیالہ ہاؤس، مارچ، 1992ء، ص:19

4۔ صدیقی، بریگیڈ ئیر (ر) آئی۔ آر۔ اربابِ سیف و قلم، لاہور: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، 1997ء، ص:422

5۔ صدیقی، بریگیڈ ئیر (ر) آئی۔ آر۔ اربابِ سیف و قلم، لاہور: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، 1997ء، ص:424

6۔ ڈاکٹر عطش درّانی، پروفیسر، میسور کاشیر، اسلام آباد: ملٹی کلر پرنٹنگ پریس، 2015ء، ص:300

7۔ خان، نادر علی، اردو صحافت کی مختصر تاریخ، لاہور: پرنٹ یارڈ پرنٹر، 2014ء، ص:7

8۔ عبد السّلام، خورشید، ڈاکٹر، صحافت پاکستان و ہند میں، لاہور: مجلس ترقی ادب، شفیق پریس، 1963ء، ص:20

9۔ صدیقی، بریگیڈ ئیر (ر) آئی۔ آر۔ اربابِ سیف و قلم، لاہور: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، 1997ء، ص:424

10۔ صدیقی، بریگیڈ ئیر (ر) آئی۔ آر۔ اربابِ سیف و قلم، لاہور: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، 1997ء، ص:424

11۔ صدیقی، بریگیڈ ئیر (ر) آئی۔ آر۔ اربابِ سیف و قلم، لاہور: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، 1997ء، ص:424

12۔ محمد افضل الدین، ڈاکٹر، جنوبی ہند کی اردو صحافت، حیدر آباد: معین پبلی کیشنز، 1981ء، ص:88

13۔ عبد السّلام، خورشید، ڈاکٹر، صحافت پاکستان و ہند میں، لاہور: مجلس ترقی ادب، شفیق پریس، 1963ء، ص:515

14۔ صدیقی، بریگیڈ ئیر (ر) آئی۔ آر۔ اربابِ سیف و قلم، لاہور: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، 1997ء، ص:426

15۔ صدیقی، بریگیڈ ئیر (ر) آئی۔ آر۔ اربابِ سیف و قلم، لاہور: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، 1997ء، ص:427

16۔ حجازی، نسیم، سفید جزیرہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 1992ء، ص:27

17۔ غلام فرید، لیفٹیننٹ کرنل، مائی ڈیئر پاک فوج، سرگودھا: 1989ء، ص:3

18۔ خان فوجی، صوبیدار، فوجی قہقہے، اکولہ: ساجد اردو پریس، ستمبر 2015ء، ص12، 31، 41